

The Qur'anic Approach to Self Purification (Tazkiyah e Nafs): A Research Based Study

Dr. Hafiz Atif Iqbal

Dr. Muhammad Akram Hureri

Abdur Rehman

Qari Awais Idrees Al-Asim

Assistant Prof of Islamic Studies at Govt. Islamia Graduate College, Railway Road, Lahore & Ex Research Associate at University of Malaya, Malaysia at-hafiz.atif@um.edu.my

Faculty at PWWF, Lahore, Visiting Faculty KIU & Ex: Research Associate University of Malaya, Malaysia at-mahurary@gmail.com

Mudeer ul Taleem Islamic Studies Riphah Int. University Islamabad at-
abdur.rehman@riphah.edu.pk

Teacher at Al Madrasa tul Alia Tajveed ul Quran Shairanwala gate Lahore at-Avish766@gmail.com

Abstract

'Tazkiyah' is a word from Arabic expressing the development and purification of anything to the extent of perfection. As a metaphor from the Qur'an, it explains how to get rid oneself of bad habits and dispositions, as well as how to become pious and help our souls grow into being as perfect as is humanly possible. In other words, the primary objective of tazkiyah is for man to purify himself in order to get ready for his return to his "original home" and "final dwelling," Paradise. The Quran contains revelations from Allah Ta'ala: "By the soul and the proportion and order provided to it; and its enlightenment as to its wrong and good; indeed, he succeeds who cleanses it and fails who corrupts it!" [Quran 91:7-10]. The purification (tazkiyah) of 'Nafs' in regard to God Almighty and the universe is the central tenet of Islam. One of the most essential responsibilities of the Holy Prophet (SAW) as stated in the Glorious Quran is to cleanse people from spiritual diseases and moral bankruptcy. "We have sent among you a Messenger of your own, rehearsing to you Our signs, purifying you, and instructing you in Scripture and Wisdom and profound knowledge," (Baqarah, 2:151). The spiritual sustenance that the soul needs to maintain and strengthen the attributes that are innately divine is provided. Three types of guidance for the purification of the human soul are described by the Holy Qur'an. 1. The believers are purified by Allah Almighty. 2. The Prophets are tasked by Almighty Allah with purging the believers. 3. Instructions are given to the followers by Allah Almighty on how to cleanse themselves by doing what Allah says. So that his followers to gain prosperity both here on earth and in the hereafter, and to become his chosen servants by virtue of their kindness, fear of God, and moral qualities. In actuality, this teaching is the Holy Quran's "Tazkiyah Nafs" methodology. This article will describe the selected verses from the Holy Quran to illustrate all of Allah's instructions, methods, and strategies for self-purification.

Keywords: Tazkiyah; Metaphor; Bankruptcy; Innately; Self-purification

تعارف:

قرآن حکیم علم و حکمت کا بحر بے کنار ہے۔ یہ وہ کتابِ مبین ہے جو ہدایت کا منبع اور معارف کا خزانہ ہے۔ اس کا موضوع انسان ہے، اس کے مضامین و موضوعات انسانی زندگی کی کامیابی اور فلاح کی ترجمانی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں انسان کی کامیابی کے لیے تزکیہ نفس کو ایک ناگزیر ضرورت قرار دیا ہے اور اس کا مطالبہ معاشرے کے ہر فرد سے کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ فُلِحَ مَنْ تَرَكَى ۱

(وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو پاک کیا)

تزکیہ کا مفہوم:

لفظ تزکیہ کا مادہ 'ز، ک، ی' ہے۔ اس کے درج ذیل مشہور معانی اہل لغت نے بیان کیے ہیں:

۱۔ پاک کرنا، صاف کرنا² ۲۔ نشود نما³

مولانا امین احسن اصلاحی تزکیہ کے ان دونوں معانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں:

"لفظ تزکیہ دو مفہوموں پر مشتمل ہے۔ ایک پاک و صاف کرنے پر، دوسرے نشوونما دینے پر، ہمارے نزدیک یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ جو چیز مخالف و مزاحم رواید و مفاسد سے پاک ہوگی وہ لازماً اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق پروان بھی چڑھے گی۔ انبیاء (علیہم السلام) نفوس انسانی کا جو تزکیہ کرتے ہیں اس میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ لوگوں کے دلوں اور ان کے اعمال و اخلاق کو غلط چیزوں سے پاک صاف بھی کرتے ہیں اور ان کے اعمال و اخلاق کو نشوونما دے کر ان میں مفاسد اور مخالف و مزاحم چیزوں کے بالمقابل استقلال کے ساتھ سینہ سپر رہنے اور استقامت دکھانے کی قوت بھی پیدا کر دیتے ہیں۔" ⁴

تزکیہ کی اقسام:

انسان اگر خود اپنا تزکیہ کرے تو اس کی دو قسمیں ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ تزکیہ محمود:

ایک شخص ایسے کام کرے جس سے دوسرے اس کی تعریف کریں تو یہ تزکیہ محمود ہے۔

۲۔ تزکیہ مذموم:

اور اگر وہ خود زبان سے اپنی تعریف کرے اور اپنے کاموں پر تفاخر کرے تو یہ تزکیہ مذموم ہے۔

"ترمية النفس ضربان: فعلية، وهي محمودة ممدوحة شرعاً بأن يحمله على الاتصاف بكامل الأوصاف وقولية،

وهي مذمومة أي بشناكم عليها وافتخاركم بأفعالكم" ⁵

لفظ تزکیہ کی قرآن میں تقدیم و تاخیر کا فلسفہ:

قرآن کریم میں لفظ تزکیہ ایک مقام پر کتاب و حکمت سے مقدم ہے اور دوسرے مقام پر ان دونوں سے موخر جیسے:

﴿كَلَّمَآرْسَلْنَا قُسَيْمُ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَنْتَوِيْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِسْمَةَ وَيُعَلِّمُهُمُ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ ^ط 6

1 - القرآن، الاعلى، ۱۳

2. أبو منصور محمد بن أحمد الأزهرى، تهذيب اللغة، بيروت، دار إحياء التراث العربى، 2001م، ١٧٥/١٠

٣. إبراهيم مصطفى - أحمد الزييات - حامد عبد القادر - محمد النجار، المعجم الوسيط، بيروت، دار الدعوة، س-ن، ١/ ٣٩٦

4 - تدبر القرآن، ج ١، ص ٣٣١-٣٣٢

٥. الزبيدي، سيد محمد بن مرتضى، تاج العروس، بيروت، دار الهداية، ٢٠٠٠، ١/ ٩١

6. القرآن، البقره: ١٥١

(اسی طرح ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے)۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں لفظ تزکیہ کو کتاب و حکمت کی تعلیم پر فوقیت دی گئی ہے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذیل قرآنی دعائیں مؤخر ہے۔
(﴿رَبَّنَا آتِنَا لَنَا مِنْهُمْ رِزْقًا مُّوَفًّى وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾) 7

(اے ہمارے رب! ان میں سے ایک رسول بھیج، جو ان لوگوں پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بیشک آپ ہی بہت غالب، بڑی حکمت والے ہیں)۔

اس کا جواب مفسرین یہ دیتے ہیں کہ "تزکیہ" کتاب اور حکمت کی تعلیم کے لیے علت غائیہ ہے اور علت غائیہ ذہن میں مقدم ہوتی ہے اور خارج میں مؤخر ہوتی ہے" 8۔
نیز کتاب اور حکمت کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہو لہذا اصلاح اور تزکیہ کی تعلیم سے قبل اُس کا ذہن میں تصور اور خاکہ ضروری ہے۔ بعد ازاں اسی تصور کے حصول کے لیے اولاً آیات قرآنیہ کی تلاوت ہوگی اور ثانیاً کتاب و سنت کی تعلیم سے آراستہ ہونا پڑے گا اور تیسریتاً انسان کے ظاہر و باطن میں اصلاح کا عمل وجود پذیر ہو گا۔ بنا بریں اس آیت میں وجود ذہنی کے اعتبار سے لفظ تزکیہ کو مقدم رکھا گیا ہے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں وجود خارجی کے اعتبار سے لفظ تزکیہ کو مؤخر رکھا گیا ہے۔

نفس کا مفہوم:

نفس کی جمع النفس ہے۔ قرآن کریم میں اس کی جمع بھی بیان ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿لَلنَّفْسِ الْفُتُورِ حِينُ مَوْتِهَا﴾) 9

(اللہ تعالیٰ ہی نفسوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے)۔

اہل لغت اور مفسرین کے نزدیک لفظ نفس کی تعریف میں بایں معنی اختلاف پایا جاتا ہے کہ نفس اور روح میں مغایرت ہے یا نہیں؟
چند ائمہ لغت نے نفس اور روح کو مترادف شمار کیا ہے اور اس ضمن میں وہ صرف لفظی فرق کے قائل ہیں یعنی لفظ "نفس" "موت" ہے اور لفظ "روح" مذکور ہے۔ نیز کچھ علماء نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ "روح" وہ ہوتی ہے کہ جس سے حیات کو وجود ملے اور "نفس" وہ ہے جس کے ساتھ عقل ہو۔
"وقال ابن النباري: من اللغوئين من سوي بين النفس والروح، وقال: هما شيء واحد، إلا أن النفس مؤنثة والروح مذكرة وقال غيره: الروح الذي به الحياة، والنفس: التي بها العقل" 10

لیکن مختار یہی ہے کہ نفس اور روح مساوی ہیں اور اس پر درج ذیل شواہد علماء کی طرف سے بیان کیے جاتے ہیں جو اجمالی انداز میں حسب ذیل ہیں:

۱۔ ﴿لَلنَّفْسِ الْفُتُورِ حِينُ مَوْتِهَا﴾ 11۔ اس آیت مبارکہ کی رو سے نفس اور روح ایک ہی چیز ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو تہجد کی نماز کے لیے جگانے لگے تو حضرت علی نے کہا "أَفُتِنَا بِإِلهِ اللَّهِ" 12 کہ "ہمارے نفوس تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔"

7۔ القرآن، البقرة: ۱۲۹

8۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تبيان القرآن، لاہور، فرید بک سٹال، اپریل ۲۰۱۳، ج ۱، ص ۵۸۷؛ اصلاحی، امین

احسن، تدبر القرآن، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، نومبر ۲۰۰۹، ج ۱، ص ۳۵۲

9۔ القرآن، الزمر، ۳۲

10۔ تاج العروس۔ ج ۱۶، ص ۵۶۱

11۔ القرآن، الزمر، ۳۲

12۔ صحیح بخاری، باب تخریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاة اللیل والنوافل من غیر إيجاب، حدیث: ۱۱۲۷

۳۔ لیڈہ التعلیس کا واقعہ جس میں حضرت بلال نے آپ سے مخاطب ہو کر اپنا شرعی عذر بیان کرتے ہوئے عرض کیا "أَخَذَ نَفْسِي الدِّينِي أَخَذَ نَفْسِي" "میرے نفس کو اس نے پکڑ لیا تھا جس نے آپ کے نفس کو پکڑ لیا تھا" 13

علامہ ابن عبد البر نے الاستذکار میں اس بابت بڑی مفصل بحث تحریر کرنے کے بعد خلاصہ یہ لکھا ہے کہ نفس اور روح مساوی ہیں۔
"وَيَلِي وَاضِعٌ عَلَى أَنَّ الرُّوحَ وَالنَّفْسَ شَيْءٌ وَاحِدٌ" 14
نفس کی عمومی اقسام:

امام زجاج فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے دو نفس ہوتے ہیں، ایک وہ نفس ہے جس سے اشیاء میں باہم تمیز ہوتی ہے اور یہ وہی نفس ہے جو نیند کے وقت انسان سے الگ ہو جاتا ہے اور وہ اس سے کسی چیز کا تعقل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے دیتا ہے اور دوسرا نفس حیات ہے اور حیات زائل ہوتی ہے تو یہ نفس بھی زائل ہو جاتا ہے اور سونے والا شخص سانس لیتا رہتا ہے۔

"قال الزجاج: لكل إنسان نفسان: أحدهما: نفس التمييز، وهي التي تفارقه إذا نام، فلا يعقل، والآخرى: نفس الحياة إذا زالت زال معها النفس، والنام يتنفس" 15
نفس کی مشہور اقسام:

قرآن کریم میں نفس کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نفس مطمئنہ ۲۔ نفس امارہ ۳۔ نفس لوامہ

۱۔ نفس مطمئنہ: ہر حال میں مطمئن یعنی نیکی پر قائم رہنے والا نفس۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ 16

۲۔ نفس امارہ: گناہ پر ابھارنے والا نفس۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ 17

امام رازی نفس انسانی کے احوال پر تبصرہ کرنے کے بعد نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"إِنَّ النَّفْسَ الْإِنْسَانِيَّةَ شَيْءٌ وَاحِدٌ، وَلَهَا صِفَاتٌ كَثِيرَةٌ فَأَمَّا كَانَتْ إِلَى الْعَالَمِ الْإِلَهِيِّ كَانَتْ نَفْسًا مُطْمَئِنَّةً، وَأَمَّا كَانَتْ إِلَى الشَّهْوَةِ وَالْغَضَبِ كَانَتْ أَمَّارَةً بِالسُّوءِ" 18

(انسان کا نفس تو ایک ہی ہے البتہ اس کے احوال و صفات کثیر ہیں پس جب خالق کائنات کی طرف مائل ہو تو وہ نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اور جب نفس شہوت اور ناراضگی والے امور کی طرف مائل ہو تو اسے نفس امارہ کہتے ہیں)۔

۳۔ نفس لوامہ: گناہ پر ملامت کرنے والا نفس۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تُقِيمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾ 19

13۔ موطا امام مالک، باب التَّوَمُّ عَنْ الصَّلَاةِ، حدیث: ۲۵

14۔ مالکی، ابن عبد البر، الاستذکار، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰، ج ۱، ص ۸۳

15۔ الواحدی، أبو الحسن علی بن أحمد بن محمد بن علی، الوسيط في تفسير القرآن المجید، بیروت، دار الکتب العلمیہ،

۱۹۹۴، ج ۳، ص ۵۸۳

16۔ القرآن، الفجر، ۲۷

17۔ القرآن، الیوسف، ۵۳

18۔ رازی، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي، مفاتيح الغيب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۰،

ج ۱۸، ص ۴۷۱

19۔ القرآن، القیامہ، ۰۲

مفسرین نے نفس لواہ کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ ابن عطیہ کے نزدیک یہ نفس متوسطہ ہے یعنی نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کے درمیان والی حالت کا نام ہے۔ اور ابن جریر کے ہاں یہ نفس خیر و شر کا مجموعہ ہے البتہ شر کے ارتکاب پر اس میں ندامت کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔

"وقال ابن عطية: "كل نفس متوسطة ليست بمطمئنة ولا أمارة بالسوء، فإنها لولدت في الطرفين"²⁰

"قال ابن جرير: أَهْلًا لِي تَكُونُمْ صَاحِبَةً عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَتَدُمُ عَلَى نَافَاتٍ"²¹

تزکیہ النفس کا مفہوم:

دونوں لفظوں یعنی "تزکیہ" اور "نفس" کے انفرادی مفہام بیان کرنے کے بعد اجتماعی ترکیب یعنی مرکب اضافی "تزکیہ النفس" کی صورت میں درج ذیل مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

مولانا مودودی کے نزدیک تزکیہ النفس تمام افکار و اعمال کی درستگی اور اصلاح کا نام ہے۔²²

علامہ شبلی کے نزدیک "نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاستوں اور آلودگیوں سے نکھار کر صاف ستھرا کیا جانے کا عمل تزکیہ النفس کہلاتا ہے۔"²³

تزکیہ نفس کی مثال:

ایک کاشت کار زمین میں کوئی فصل پیدا کرنے سے پہلے زمین کا تزکیہ کرتا ہے۔ اس میں اگر چڑی بوٹیاں پھیلی ہوئی ہیں تو وہ انھیں اکھاڑ پھینکتا ہے، زمین میں اگر کھائیاں ہیں تو وہ انھیں پٹاتا ہے۔ کہیں ٹیلے ہیں تو انھیں زمین کے برابر کر دیتا ہے پھر زمین میں بل چلا کر، سہاگہ دے کر زمین کو بھر بھری بناتا ہے یعنی وہ تمام علاقہ اور موانع جو کاشتکاری میں رکاوٹ ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک ایک چیز کو ختم کرتا ہے۔ اس طرح سے زمین جب کاشتکاری یا تخم قبول کرنے کے قابل ہو جاتی ہے تو تب وہ تخم کاشت کرتا ہے۔ یہ تزکیہ کا پہلا مرحلہ ہے۔ پھر جب وہ تخم کاشت کر دیتا ہے، تو اب دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اب ضروری ہے کہ جس چیز کو کاشت کیا گیا ہے، اسے کھاد کے ذریعے اور مسلسل نگرانی سے اس قابل بنایا جائے کہ ہوائوں کے جھونکے اسے جڑ سے نہ اکھاڑ سکیں۔ آبیاری کا ایسا سامان ہو کہ دھوپ کی تمازت اسے جلانے میں ناکام رہے۔ اسے ہر ممکن طریقے سے اس قابل بنایا جائے کہ اس میں استقلال اور استقامت کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ ان دونوں مراحل کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ تزکیہ کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔

بالکل یہی حال انسانی نفوس اور انسانی طبائع کا ہے۔ سب سے پہلے تزکیہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس کا تزکیہ کرنا مقصود ہو اس کے افکار کی حالت کو دیکھا جائے اگر اس میں فکری جمود ہے تو اسے توڑا جائے اور اگر اس کے دل و دماغ میں غلط قسم کے افکار جگہ بنا چکے ہیں تو انھیں نکالنے کی تدبیر کی جائے۔ اگر خواہشات مقاصد کا درجہ حاصل کر چکی ہیں تو ان کے لیے صحیح نیچ اختیار کی جائے اور اگر ضروریات پوری زندگی پر غالب آچکی ہیں تو زندگی کا حقیقی شعور پیدا کیا جائے اور اس کے مقاصد کا صحیح تعین کیا جائے۔ فکری نیچ کو درست کرنے کے بعد اخلاقی حالت کو دیکھا جائے، اگر حسن اخلاق کے بجائے اخلاقی فاسدہ طبیعت میں راسخ ہو چکے ہیں تو ان کے ازالے یا ابالے کی کوشش کی جائے اور اگر بلند انسانی اقدار کی جگہ حیوانی خصوصیات نے جگہ لے لی ہے تو انھیں انسانی اقدار سے بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح سے جب تزکیہ کا طالب تمام موانع سے آزاد ہو جائے تو اب اس کے اندر اللہ اور رسول کی محبت، دین سے والہیت، اللہ کا خوف اور فکر آخرت کے اثرات گہرے کرنے کی کوشش کی جائے اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تزکیہ کے طالب میں استقلال اور استقامت کی ایسی کیفیت پیدا ہوگی جس کے نتیجے میں افکار باطلہ، اخلاقی فاسدہ اور ہوائے نفس اس پر حملہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ وہ بڑی توانائی اور ثابت قدمی سے ان میں سے ایک ایک چیز کا مقابلہ کر سکے گا۔ رفتہ رفتہ اس میں یہ قوت پیدا ہو جائے گی کہ وہ دوسروں سے متاثر ہونے کی بجائے دوسروں پر اثر انداز ہو گا اس کا ہر عمل متعدی ہوگا جس سے دوسرے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جس طرح پانی مختلف اثرات سے جم کر جب برف بن جاتا ہے، تو پھر وہ صرف پانی نہیں رہتا بلکہ دوسروں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ جو بھی اسے ہاتھ لگاتا ہے ٹھنڈک محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور جس ماحول میں اسے رکھا جائے گا وہ ماحول برودت کے اثرات قبول کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اس تفصیل سے آپ

20 - الناصری، محمد المکی، التیسیر فی احادیث التفسیر، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۳۰۵، ج ۶، ص ۳۳۳

21 - ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۱۹ھ، ج ۸، ص ۲۸۳

22 - مودودی، ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۳، ج ۱، ص ۱۱۲

23 - نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی، فیصل آباد، الفیصل ناشران کتب، ۱۹۹۱، ج ۶، ص ۱۰

نے اندازہ کیا ہو گا کہ تزکیہ تعلیم سے ایک مشکل کام ہے جس کے لیے نہایت دیدہ ریزی، مشقت اور صبر و ریاض کی ضرورت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے لیے تزکیہ کرنے والے کو اپنی شخصیت پگھلانی پڑتی ہے۔ اسی کی شخصیت کے اثرات ہیں جن سے دوسری صالح شخصیتیں وجود میں آتیں اور آہستہ آہستہ ایک چمن کھل اٹھتا ہے۔²⁴

قرآن کریم میں تزکیہ کی نسبتیں:

قرآن کریم میں لفظ تزکیہ کی نسبتیں تین انداز میں بیان ہوئی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ تزکیہ کے لفظ کی نسبت کبھی بندہ کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے ﴿قَدْزَلَّاسْمَنُزُكَا﴾²⁵ (جس نے اپنا تزکیہ کر لیا وہ کامیاب ہو گیا)۔
۲۔ کبھی یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے کیوں کہ فی الحقیقت وہی اس کا فاعل ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿يَااَللّٰهُيُزِّكِيْ مَنْيَشَاءُ﴾²⁶ (بل کہ اللہ جسے چاہتا ہے، پاک صاف کر دیتا ہے)۔

۳۔ اور کبھی تزکیہ کی نسبت آپ ﷺ کی طرف بھی ہوتی ہے کیوں کہ آپ بندوں کے لیے صفاء باطن میں واسطہ اور وسیلہ ہیں جیسے ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُ بِهِمْوَتُزَكِّيْهِمْ﴾²⁷

(آپ ﷺ ان کے اموال سے صدقہ وصول کریں تاکہ آپ اس کے ذریعے ان کے (ظاہر) کو پاک کر دیں اور ان کے (باطن) کو صاف کر دیں)

تزکیہ نفس کا قرآنی منہاج:

تزکیہ نفس کا قرآنی منہاج سے مراد وہ اصول و ضوابط / طرق ہیں جن کے ذریعے قرآن کریم نے تزکیہ نفس کرنے کا حکم دید۔ تزکیہ نفس کے قرآنی اصول و ضوابط / طرق مع تفصیل حسب ذیل ہیں:

1۔ انبیاء کرام کے ذریعے

انسانی نفوس کا تزکیہ صرف قولی ہدایات سے بطور اتم نہیں ہوتا بلکہ اس کے اتمام کے لیے صحبت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ رب کائنات نے انسانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انسانوں میں ہی سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ فرامین الہی کے تناظر میں عملی طور پر انسانوں کا تزکیہ کیا جاسکے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی داد عیہ مبارکہ میں بھی آپ ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانی نفوس کا تزکیہ قرار دیا گیا۔ ارشاد باری ہے:

﴿رَبَّنَااَبْعَثْ فِیْہِمْرُسُوْلًا مِّنْہُمْیَتَلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَہُ وَیُزِکِّیْہِمْ﴾²⁸

(اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے (نفوس) پاک صاف کر دے) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو صرف عوام کے تزکیہ نفوس کے لیے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ سربراہ مملکت کے تزکیہ کا بھی حکم دیا اور اسی مقصد کے پیش نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اَیُّہٗ عَلٰی ۙ فَتَقُلْ لِّکُلِّ اَنْۢ تَزِکِّیْ﴾²⁹

(کہ آپ علیہ السلام فرعون کے پاس جائیں، اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے اور اس سے کہیں کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا

ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کی بعثت کو مومنین کے لیے احسان عظیم قرار دینے کے بعد آپ کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفس قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

24۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد اسلم، روح القرآن، لاہور، ادارہ ہدی الناس، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ج ۱، ص ۳۳۳-۳۳۳

25۔ القرآن، الشمس: ۹

26۔ القرآن، النساء: ۳۹

27۔ القرآن، التوبہ: ۱۰۳

28۔ القرآن، البقرہ: ۱۲۹

29۔ القرآن، النازعات، ۱۸-۱۷

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾³⁰

(بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔)

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر بھی رب کائنات نے آپ ﷺ کے بعثت کے مقصد اسی انداز سے بیان فرمایا۔

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾³¹

(وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)

اس آیت مبارکہ کے ظاہر سے معلوم ہوا کہ مقصد رسالت و بعثت دراصل نوع انسانی کا تزکیہ ہے۔ اس بابت محمد سعید صدیقی رقم طراز ہیں:

"بعثت رسول، تلاوت آیات اللہ اور تعلیم کتاب و حکمت کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔ معلوم ہوا کہ بیت اللہ الحرام کی تعمیر، نبی کریم کی بعثت، وحی الہی کا نزول، احکام دین کی توضیح و تشریح اور تبلیغ و اشاعت سب کچھ اسی مقصد کے لیے مقرر کیا گیا کہ نفوس انسانی کا تزکیہ کیا جائے۔"³²

2- تزکیہ نفس خود کرنے کی تلقین:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی اپنا تزکیہ نفس کرنے کی تلقین کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ طَوَّالِيَ السَّامِئِينَ﴾³³

(اور جو بھی پاک ہو جائے، وہ اپنے ہی نفع کے لیے پاک ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سب نے لوٹنا ہے۔)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لیے جتنے بھی احکامات نازل ہوئے ہیں، ان سب کی اساس تزکیہ ہے کیوں کہ تزکیہ نفس ہی انسانی زندگی کو نکھارتی ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے قابل بناتی ہے۔ شریعت اسلام کے احکامات میں تزکیہ نفس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں۔

i. عبادات الہی باعث تزکیہ نفس:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عبادت الہی کو تزکیہ نفس قرار دیا ہے۔ چند عبادت الہی کی امثلہ حسب ذیل ہیں۔

- نماز کی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے رکنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد الہی ہے۔

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾³⁴

(یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔)

- روزہ بھی روزے دار کے لیے باعث تزکیہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾³⁵

(اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔)

حدیث مبارکہ میں اس سے بھی واضح بیان کیا گیا ہے کہ ایسا روزے دار جو گناہوں سے نہیں بچتا تو اُس کے بھوکے پیاسے رہنا کوئی فائدہ نہیں۔ ارشاد رسول ہے:

30 - القرآن، ال عمران، ۱۶۳

31 - القرآن، الجمعة، ۲

32 - صدیقی، محمد سعید، تزکیہ نفس، اسلام آباد، دعویہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی، ۱۹۹۳، ص ۸

33 - القرآن، الفاطر، ۱۸

34 - القرآن، العنکبوت، ۳۵

35 - القرآن، البقرہ، ۱۸۳

﴿مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لَدُنِّي حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ﴾³⁶

(جو شخص جھوٹی بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔)

• زکوٰۃ کا عمل بھی مزی کے لیے تزکیہ کا باعث بنتا ہے اور اسی بابت رب کا نعت نے آپ ﷺ کو زکوٰۃ کی تحصیل کا حکم دیا۔ ارشاد الہی ہے۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾³⁷

(آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔)

• مناسب حج کے دوران حجاج کرام کے لیے مختص پابندیاں بھی اپنے اندر تزکیہ نفس کا پیغام رکھتی ہیں۔

﴿لِحَجِّ الْمَشْكُورِ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِمْ لِحَجِّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾³⁸

(حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کر لے تو وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے، اللہ اس سے

باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔)

ii. حقوق العباد کی ادائیگی باعث تزکیہ نفس:

حقوق العباد کی ادائیگی سے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل بھی درحقیقت تزکیہ نفس کا باعث بنتی ہے اگرچے بعض اوقات ان احکامات کی تعمیل طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔

نتیجتاً یہ سب چیزیں باعث تزکیہ نفس ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ اِزْجُوا فَاَزْجُوا وَاعُوا اَزْكِى كَلِمُكُمْ﴾³⁹

(اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ، یہ تمہارے لیے زیادہ تزکیہ کا باعث ہے۔)

iii. استیذان باعث تزکیہ:

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ وہ دواوقات یعنی صبح و شام ایک دوسرے کے گھروں میں بلا اجازت چلے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس روش کو

ناپسند کیا بلکہ اس بابت پر ایسی ہی کا ایسا شاندار تصور دیا کہ جس میں ایک فرد کو دوسرے فرد کی اجازت و مرضی کے بغیر اُس کے تھیلے اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں اور

اس حکم کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (27) فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ازْجُوا فَارْجِعُوا

﴿وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ازْجُوا فَارْجِعُوا﴾⁴⁰

(اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو، یہی تمہارے لیے سراسر بہتر

ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ بس اگر تمہیں وہاں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے لوٹ جانے کا کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ یہی بات تمہارے

لیے پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔)

نبی کریم ﷺ نے پر ایسی ہی کا یہ بنیادی حق صرف گھروں کے داخلے تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک عام حق قرار دیتے ہوئے دوسروں کے گھروں میں

جھانکنے، باہر سے نگاہ ڈالنے وغیرہ سے بھی منع فرمایا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

36 - بخاری، حدیث : ۱۹۰۳

37 - القرآن، التوبہ، ۱۰۳

38 - القرآن، البقرہ، ۱۹۷

39 - القرآن، النور، ۲۸

40 - القرآن، النور، ۲۸-۲۷

"إِذَا دَخَلَ الْبَيْتُ فَلَا يَدْخُلُ" 41 ترجمہ: جب نگاہ داخل ہو گئی تو پھر خود داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا کیا موقع رہا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے استیذان کو بھی پاکیزہ طریقہ قرار دیا ہے۔

حفاظتِ نگاہ باعثِ تزکیہ:

iv.

اللہ تعالیٰ نے نگاہ کی حفاظت کو بھی مومنین کے لیے تزکیہ نفس کا ذریعہ قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكُمْ أَوْزَىٰ لَهُمْ﴾ 42

(مسلمان مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے)۔

حفاظتِ نگاہ کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اپنی محرم خواتین کے علاوہ غیر محرم خواتین کو نگاہ بھر کر دیکھنا بھی جائز قرار نہیں دیا ہے بل کہ اس ضمن میں اُس دیدہ بازی کو آنکھوں کا زنا اور اس بابت گفتگو کو بھی زنا سے تعبیر کیا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

"فَرَنَّا الْغَيْثَ النَّظَرُ وَزَنَا اللِّسَانُ النَّطْقُ" 43

مطلقہ سے حسنِ سلوک باعثِ تزکیہ:

v.

قرآن کریم میں مطلقہ عورت کے سابقہ خاوند کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ مطلقہ کے لیے اس وقت رکاوٹ کا باعث نہ بنے جب وہ اپنی مرضی سے کسی اور سے نکاح کی خواہش رکھے اور ذیل آیت میں سابقہ خاوند کا رکاوٹ نہ بننے کا عمل تزکیہ گردانا گیا ہے۔

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَا تَحْضُرْنَهُنَّ فَلَا تَعْلُنَّهُنَّ أَنْ يَتَّبِعُنَّ أَزْوَاجَهُنَّ وَإِذَا تَرَ صَوْلَهُنَّ لِيُغْضُوْنَ فَاغْضَوْا لَهُنَّ ذَٰلِكُمْ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَنْ تَحْضُرُوا اللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ 44

(اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)۔

3۔ اللہ تعالیٰ کا تزکیہ کرنا:

انسان اپنی بشری استطاعت کے مطابق احکامات پر عمل کرنے میں مکلف ہے لیکن حقیقت میں تزکیہ انسان کا اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل انسان کی طلب اور کوشش پر مبنی ہوتا ہے۔

﴿وَلَوْ كُنَّ السَّيِّئَاتِ لَئِنْ مَنَّا بِكَ﴾ 45

(مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے)۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

﴿لَمْ يَزَلِ الْدَنِيَّةُ يُرِيكُنْ أَنْفُسَهُمْ طَسَلِ اللَّهُ يَزِيكُنْ مَنَّا يَسَاءُ﴾ 46

41 - سنن ابی داود، باب فی الاستیذان، حدیث: ۵۱۷۵

42 - القرآن، النور، ۳۰

43 - بخاری، باب زنا الجوارح، حدیث: ۶۲۳۳

44 - القرآن، البقرہ، ۲۳۲

45 - القرآن، النور، ۲۱

46 - القرآن، النساء، ۳۹

(کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ ہی جس کو چاہے پاکیزہ کرتا ہے)۔

اس آیت مبارکہ کی تشریح و توضیح میں مفسرین یہی نکتہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء پر ہی تزکیہ نفوس ہوتا ہے مگر یہ منشاء انسان کی طلب اور کوشش پر مبنی ہوتی ہے جسے وہ اپنے اختیار سے سرانجام دیتا ہے۔

"پاکیزگی اور تقدس اللہ تعالیٰ انہی کو عطا فرماتا ہے جو اپنے اختیاری عمل سے ایسا چاہتے ہیں، جن کو پاکیزگی اور تقدس نہیں ملتا وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اختیاری اعمال کے ذریعے خود ناپاکی بن جاتے ہیں" 47

لہذا اگر کسی کا تزکیہ نفس ہو جائے تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور کرم ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا﴾ 48

(اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو تم میں سے کسی کا بھی تزکیہ نہیں ہو سکتا تھا)۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نفس انسانی کے تزکیے کے تین انداز بیان فرمائے ہیں یعنی اولاً اللہ تعالیٰ خود اہل ایمان کا تزکیہ کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو اہل ایمان کے تزکیے کا حکم دیتا ہے اور آخر میں اہل ایمان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا تزکیہ نفس احکامات الہی پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں کریں تاکہ یہ لوگ نیکی، تقویٰ اور اخلاق سے آراستہ ہو کر اللہ کے محبوب بندوں میں شامل ہو جائیں۔ مزید برآں قرآن کریم نے تزکیہ نفس کے کئی اور عوامل کا تذکرہ بھی اس ضمن میں کیا ہے کہ ذکر و فکر سے تزکیہ میں مدد لیں، تقویٰ اختیار کریں، انفاق فی سبیل اللہ کریں وغیرہ۔ بعد ازاں نتیجتاً ان عباد الرحمن کو اللہ تعالیٰ بہت سے انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا مِمَّا كَانَتْ تَرْتَابُ عَلَيْهِمْ مِمَّا كَانَتْ تَرْتَابُ عَلَيْهِمْ مِمَّا كَانَتْ تَرْتَابُ عَلَيْهِمْ﴾ 49

(اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر حاضر ہو گا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے، اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔ بیشکی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی

ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا)۔

نیز تزکیہ نفس کے حصول میں اعلیٰ درجہ نفس مطمئنہ کا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس بابت ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبْدِي ۚ وَإِذْ خُلِّيَ عَنْ دَاوُدَ وَهِيَ غُلِّيَّةً﴾ 50

(اے اطمینان والی روح، تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے خوش، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو

جا)۔

مدار زندگی ٹھہرا نفس کی آمد و شد پر

ہوا کے زور سے روشن چراغ بزم ہستی ہے

47 - تقی عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۱۴۲۹، ج ۱، ص ۲۵۰

48 - القرآن، النور، ۲۱

49 - القرآن، طہ، ۴۵-۴۶

50 - القرآن، الفجر، ۲۵-۳۰